© rasailojaraid.com

سینیگال میں مستقل طور پر رہنے والے موروں کی کبھی آبادیاں ہوتی تھیں۔ اب تقریباً یہ سب فولانیوں کے انتقام کے ڈر سے شمال میں موریطانیہ کی طرف فرار ہوگئے ہیں۔

یہ بُری خبر ہے کہ مالی میں کسی مشنری ادارے نے موروں کو بالخصوص اپنی توجہ کا مرکز نہیں بنایا۔ یہ مُور سو فیصد مسلمان ہیں۔ اور جب بہت زیادہ وقت گزر جانے کے بعد عیسائی کارکنوں نے سینیگال میں ان سے رابطے کا آغاز کیا (ان کی منسٹری 1989ء میں اس علاقے میں گئی تھی۔) تو ان "پوشیدہ لوگوں" تک رسائی کے لیے جو ایک موقع میّسر آیا تھا، وہ بھی ختم ہوگیا۔

لائبیریا

مسلمانوں کی جانب سے نیشنل پیٹریاٹک فرنٹ آف لائبیریا پر ایک ہزار مساجد اور اسلامی اسکول تباہ کرنے کا الزام

مسلمانوں نے الزام لگایا ہے کہ لائبیریا کی پندرہ ماہ کی خانہ جنگی کے دوران میں چارلس ٹیلر کے نیشنل پیٹریاٹک فرنٹ آف لائبیریا (این پی ایف ایل) نے ایک ہزار سے زائد مساجد اور اسلامی اسکولوں کی بے حرمتی کی، انہیں مسمار کیا اور جلا کر راکھ کر ڈالا۔ Movement for the Redemption of Liberian Muslims (لائبیریا کے مسلمانوں کی تحریک نجات) کے ایک بیان میں، جو لائبیریا کے سیاسی مستقبل کے موضوع پر منعقدہ ایک قومی کانفرنس میں پڑھ کر سنایا گیا، ان ظالمانہ کارروائیوں کے لیے ٹیلر کے زیر اثر سب سے بڑے باغی گروہ کو موردِ الزام ٹھہرایا گیا۔

بیان میں کہا گیا کہ "ہم نے بہت سی دہشت ناک کارروائیوں کا مشاہدہ کیا ہے۔ ہمارے اماموں کے سر کاٹ کر عام نمائش کے لیے قرآن پاک پر رکھے گئے۔ ہمارے ہزاروں مسلمان بھائیوں اور بہنوں کو قتل کیا گیا، ان کی جائدادیں تباہ کر دی گئیں اور قرآن کے نسخے نذر آتش کیے گئے حالانکہ ان تمام کارروائیوں کی کوئی معقول وجہ موجود نہ تھی۔" بیان میں تمام متحارب فریقوں کو غیر مسلح کرنے اور ایک نئی قومی فوج تشکیل دینے کا مطالبہ کیا گیا جس میں تمام لائبیریائی گروپوں کو برابر کی نمائندگی حاصل ہو۔ باغیوں کے ہاتھوں تباہ شدہ یا نقصان زدہ مساجد کی تعمیر اور بے گھر مسلمانوں کی آبادکاری کا بھی مطالبہ کیا گیا۔ اگست 1990ء میں مغربی افریقی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ریاستوں کی اقتصادی برادری نے امن کا جو منصوبہ پیش کیا تھا اور جس کے تحت مغربی افریقہ کی "فوج برائے بحالیٔ امن" لائبیریا روانہ کی گئی تھی، بیان میں تحریک کی طرف سے اس کی ایک بار پھر توثیق کی گئی۔

دسمبر 1989ء میں این پی ایف ایل کی کامیاب بغاوت شروع ہونے سے پہلے جس نے آنجہانی صدر سموئیل ڈو کی حکومت کا تختہ الٹ دیا تھا، لائبیریا کی 24 لاکھ آبادی میں مسلمانوں کا تناسب پندرہ فیصد تھا۔ مسلمان ٹیلر کے حامیوں کے حملے کا نشانہ بنے جو انہیں سموئیل ڈو کے حامی گردانتے تھے۔

این پی ایف ایل باغیوں کی طرف سے مسلمانوں پر حملے کا آغاز اُس قومی کانفرنس کے چار دن بعد ہوا جس کے چیئرمین رومن کیتھولک آرک بشپ مائیکل فرانسس تھے اور ان کے دوساتھی چیئرمین — مسلم کونسل کے شیخ کافومبا کونہہ اور واشنگٹن میں متعین سابق لائبیرین سفیر ہربرٹ بریور تھے۔ این پی ایف ایل کے باغی مندوبین یہ کہہ کر قومی کانفرنس سے واک آؤٹ کر گئے کہ "انہیں کانفرنس کی صدارت کرنے والے تین میں سے دو چیئرمینوں پر کوئی اعتماد نہیں ہے۔"

این پی ایف ایل کے ترجمان ٹام وودویو نے آرک بشپ فرانسس پر تنظیم کے خلاف پراپیگنڈہ کرنے کا الزام لگایا کہ وہ خانہ جنگی کے دوران میں بے گناہ شہریوں کا بلاامتیاز قتل عام کرتی رہی ہے۔ ترجمان نے باغیوں کے خلاف عمومی تنقید کرنے پر شیخ کونہہ پر بھی سخت نکتہ چینی کی۔

جب این پی ایف ایل کے مندوبین نے کانفرنس سے واک آؤٹ کیا تو حاضرین نے الزامات کی بوچھاڑ میں اُن کا مضحکہ اڑایا۔ بالخصوص چارلس ٹیلر پر الزام عائد کیا گیا کہ وہ مغربی افریقی ریاستوں کی اقتصادی برادری (ECOWAS) کے پیش کردہ امن منصوبے کے خلاف اس تمام عرصے میں لائبیریا کا صدر بننے کی کوشش کرتا رہا ہے۔ حالانکہ ECOWAS کا منصوبہ فریقوں کی اکثریت کے لیے قابل قبول تھا۔

این پی ایف ایل، جو لائبیریا کے زیادہ تر حصّے پر قابض ہے، کے واک آؤٹ کے باوجود دیگر شرکاء نے کانفرنس جاری رکھنے کا فیصلہ کیا۔ ان شرکاء میں چھ سیاسی جماعتیں، دو متحارب گروہ، چرچ، تاجر برادری، ٹریڈ یونینیں نیز پریس اور خواتین کی تنظیمیں شامل ہیں۔

قومی کانفرنس کی نو رکنی کمیٹی پہلے ہی ایک تین رکنی مقتدر کونسل قائم کرنے کی سفارش

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کر چکی ہے جو ایک سویلین صدر اور دو بڑے مسلّح گروپوں میں سے لیے گئے ایک ایک نائب صدر پر مشتمل ہوگی۔ یہ مقتدر کونسل ملک میں آزادانہ انتخابات منعقد ہونے تک عبوری مدّت کے دوران میں ملک کا نظم و نسق چلائے گی۔ (رپورٹ: اے پی ایس بلیٹن)

کینیا

ایونجلیکل چرچ گروپ کی طرف سے ریڈیو اسٹیشن قائم کرنے کا منصوبہ

ایونجلیکل فیلوشپ آف کینیا (ای ایف کے) کے جنرل سیکرٹری ریورنڈ آئزک سمبیری نے کینیا میں ایک آزاد ریڈیو اسٹیشن قائم کرنے کے منصوبے کا اعلان کیا ہے۔ انھوں نے بتایا ہے کہ منصوبہ بندی ابتدائی مراحل سے آگے جا چکی ہے، تاہم انھوں نے تسلیم کیا کہ حکومت نے ابھی منصوبے کی منظوری نہیں دی۔

اکثر افریقی ممالک میں ریڈیائی لہروں پر حکومتوں کی اجارہ داری ہے اور وہ آزاد ریڈیو اسٹیشنوں کے قیام کی اجازت نہیں دیتیں۔ سب سے نمایاں آزاد ریڈیو اسٹیشن Radio Voice of the Gospel (مقدّس تعلیمات کی ریڈیائی آواز) تھا جو اپنے پروگرام ایتھوپیا کے دارالحکومت ادیس ابابا سے نشر کیا کرتا تھا۔ 1974ء کے سوشلسٹ انقلاب کے بعد اسٹیشن قومی ملکیت میں لے لیا گیا۔ لائبیریا میں اسی نوعیت کا ایک اور ریڈیو اسٹیشن اس وقت سرکاری تحویل میں لے لیا گیا جب 1980ء میں خونی انقلاب کے نتیجے میں آنجہانی سموئیل ڈو برسرِ اقتدار آیا تھا۔

افریقی حکومتیں آزاد ریڈیو اور ٹیلی وژن اسٹیشنوں کی عموماً مخالف ہیں، اور اس کی وجوہ قابلِ فہم ہیں۔ بغاوت کی منصوبہ بندی کرنے والوں کی اکثریت نے قومی ریڈیو اسٹیشنوں پر قبضہ کر کے اپنی کامیابی کا اعلان کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ افریقہ میں ریڈیو اسٹیشن ان اداروں میں شامل ہیں جن کی سب سے زیادہ حفاظت کی جاتی ہے۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اس ذہنیت کا ایک سبب افریقی حکومتوں کی روزمرّہ کی ضروریات بھی ہیں۔ بلند شرح ناخواندگی کے باعث عوام تک رسائی کا سب سے مؤثر ذریعہ ریڈیو ہی ہے۔ یہی سبب ہے کہ حکومتیں اس ذریعے پر اپنی اجارہ داری برقرار رکھنا چاہتی ہیں۔

تاہم ایسے شواہد سامنے آ رہے ہیں کہ شاید کینیا کی حکومت اس میدان میں نئے دور کا آغاز

© rasailojaraid.com